بیوی پرتشدد

تحریروتحقیق ڈاکٹرشاہدبشیرچوہدری

پاکستان کی نام نہاداسلامی نظریاتی کونسل جس کے ممبران نے شائدقران کوغوروفکرسے کبھی بھی پڑھاہو اوراس کامجھے یقین ہے کہ نہیں پڑھاہوگاہاں سنت اور اس کے نام پرفقہ اوراحادیث وتفسیرکوخوب گھوٹا ہوگا، مجھے یہ بتانے میں کوئی عارمحسوس نہیں ہوتی کہ تفسیراورروایات کازیادہ ترمنبع بائبل ہے نہ کہ رسول اللہﷺ کی ذات مبارکہ، کیونکہ قران خودقول رسول ہے،

اور یہ ممکن نہیں کہ نبی ایسی بات کاحکم دے جس کوقران میں وحی نہ کیا گیاہو

﴿وما كان لنبى ان يغل و من يغلل يات بما غل يوم االقيمة ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون﴾ ٣:١٦١

اورکسی نبی کی نسبت یہ گمان ھی ممکن نہیں کہ وہ کچھ چھپائے گا اورجوکوئی (کسی کاحق) چھپاتا ہے تو قیامت کےدن اسےوہ لاناپڑے گا جواس نے چھپایا تھا، پھرہرشخص کواس کےعمل کابدلہ دیاجائے گا اوران پرظلم نہیں کیاجائے گا

قران میں نساء کالفظ، معاشرے کےکمزورطبقوں کے لئے استعمال ہواہے اورسیاق وسباق سےبھی آپ پرواضع کردیتاہوں

النساء... کالفظ سیدناموسی اورفرعون کی داستان میں بہت استعمال ہواہے کہ فرعون ابناءقوم کومروا دیتاتھا اورنساءکوچھوڑدیتاتھا اورہماری مذھبی پیشوائیت نے یہودی روایات کےزیراثر یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ فرعون نےبنی اسرائیل کے نومولود بیٹوں کوقتل کاحکم صادرکیاہواتھا۔ یہ بات

یہاں واضع ہو جانی چاہیے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ بنی اسرائیل کے ابناء اور نساء کون تھے؟۔۔۔ہماری مذھبی داستانوں کے مطابق فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کا قتل کا حکم اس وقت دیا جب کہ سیدنا موسی کی پیدائش متوقع تھی لیکن قران کے مطابق فرعون نے یہ حکم اس وقت دیا جب سیدنا موسی نے فرعون کے دربار میں چیلنج کیا تھا سورۃ الاعراف ۱۲۷

﴿سرداران قومِ فرعون نے کہا! کیا تم موسی اور اس کی قوم کو چھوڑ دو گے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور تم اور تمہارے الہ کو چھوڑ دیں تو فرعون نے کہا! میں یقیناً ان کے ابناء کو قتل کروں گا اور ان کی نساء کو حیات بخشوں گا مزید ان پر قاہر بنوں گا﴾

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ کس وقت کا کلام ہے؟ اسی طرح سورۃ المومن کی آیت ۲۵ میں ہے

﴿پس جب وہ ہمارے پاس سے ان کی طرف الحق لے کر آیا تو کہنے لگے ان کے ابناء کو جو اس کے ساتھ اہل ایمان ہوئے ہیں قتل کر دو اور جو ان کی نساء ہیں انہیں حیات بخش دو﴾

دیکھ لیں کہ ابناء قوم کا قتل کا حکم اس وقت ہوا جب سیدنا موسی نے خدا کا پیغام (حق) کو پیش کیا اور سیدنا موسی اس وقت نومولود نہیں تھے۔ فرعون کو کسی نومولود کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا تھا۔ اصل قتل تو ان کا ہونا چاہیے جو مردِ میدان ہوتے ہیں جو ابنائے قوم کہلانے کا حق رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ تھے جو اپنی قوم کی قسمت بدلنے کا عزم رکھتے تھے اور فرعون کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان ابنائے قوم کے برعکس وہ بے چارے افراد جن کو فرعون نے اتنا کمزور بنا دیا تھا کہ وہ ہر وقت فرعون کی گالیوں اور بدکلامیوں سے نوازے جاتے تھے، ان لوگوں میں کسی کی عزت نفس باقی نہیں چھوڑی گئی تھی انھیں لوگوں کو قران نے ' النساء،، کہا ہے ۔آج بھی ایسے لوگوں کو کسی اہلیت کے لائق نہیں چھوڑا جاتا۔ ان کے ضمیر کو اس طرح مسخ کر دیا جاتا ہے کہ وہ

زاویہ نگاہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

سورۃ الحجرات کی آیت ۱۱ میں ارشاد ہے

﴿اے اہل ایمان! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ،،یا مسخر نہ کرے،، ممکن ہے وہ قوم ان سے بہتر ہو اور نہ کوئی نساء کسی نساء سے، ممکن ہے وہ نساء ان سے بہتر ہو ﴾

اس آیت میں کچھ لوگوں کو قوم کہا گیا ہے اور قوم کے متضاد ،،نساء،، کا لفظ آیا ہے، قوم اس وقت بنتی ہے جب لوگ کسی نظریہ اور موقف پر ڈٹ جاتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں، ورنہ وہ قوم نہیں ایک مجمع ہوتے ہیں قوم کے مقابلے میں اور متضاد لفظ ،،نساء،، کا استعمال کر کے قران نے دونوں الفاظ کو خود ہی واضع کر دیا ہے، یعنی قوم ان افراد کی جماعت جو اولوالعزم اپنے موقف پر ثابت قدم رہنے والے ،اس کے برعکس نساء وہ افراد جن کی معاشرے میں حیثیت کمزور ہوتی ہے

اس وضاحت کے بعد کہ نساء کسی عورت کو نہیں بلکہ کمزور افراد کو کہتے ہیں چونکہ اسلامی معاشرہ نبی ﷺ اور خلفاء کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد نو مسلم جن میں زیادہ تر عیسائی، مجوسی اور یہودی تھے اپنے ساتھ اپنی اپنی مذہبی کتابوں کی سوچ اور تراجم ساتھ لائے تھے اور دوسری طرف ملوکیت کا دور شروع ہو چکا تھا اور قران کے الفاظ تو تبدیل نہیں ہو سکتے تھے تو ان نو مسلم درباری علماء نے اپنی اپنی مذہبی کتابوں جن میں سرفہرست بائبل تھی کے ملتے جلتے الفاظوں کو اس کا رنگ دیا اور بادشاہی حکم کے تحت ان کو عوام میں مقبول کروایا گیا چونکہ قران تو پرنٹ ہوتا نہیں تھا اور جو قران ھاتھ سے لکھا جاتا وہ ان کی لائبریوں میں موجود ہوتا اور یوں قران کا آفاقی پیغام انفرادی سوچ میں تبدیل کیا اور نساء کا ترجمہ عورت کر کے کمزور جماعتوں کے حقوق کی بازیابی کی بجائے عورت تک محدود کر دیا۔

قران نے بیوی کے لئے صاحبہ کا لفظ استعمال کیا ہے

اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی (۷۰:۱۲)

﴿و انه تعلی جد ربنا ما اتخذ صحبة ولا ولد﴾

اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے، اس نے نہ کوئی بیوی بنا رکھی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد (۷۲:۳)

﴿بدیع السموات والارضانی یکون له ولد ولم تکن له صحبة و خلق کل شیء وهو بکل شی علیم﴾

وہی آسمانوں اور زمینوں کا موجد ہے بھلا اس کی اولاد کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ اس کی بیوی نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (۶:۱۰۱)

اس وضاحت کے بعد دیکھتے ہیں جن آیات کا حوالہ دے کر بیوی پر تشدد کی راہ ہموار کی گئی ہے ان میں اصل کیا حقیقت پنہاں ہے۔

﴿الرجال قوّمون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض و بما انفقو من اموالهم فا لصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ الله والتی تخافون نشوزهن فعطوهن و اهجرو هن فی ا لمضا جع و اضربوهن قان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلل ان الله کان علیا کبیرا﴾ (٤:٣٤)

اس آیت میں جو قابل غور لفظ ہے وہ اضربو ہے، النساء کو تفصیل سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اضربو سے کیا مراد ہے ہے اور قران میں جن مقامات پر استعمال ہوا ہے وہاں پر کون سے مطالب لئے گئے ہیں۔

اضربو کا مادہ۔۔ض۔ر۔ب ہے اس سے بننے والے الفاظ عربی زبان میں بہت وسیع معنی رکھتے ہیں

ڈکشنری میں اس کے سو (۱۰۰) کے قریب مطالب بیان کیئے گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل آیات میں ض رب کو زمیں پر سفر کرنے کے معنوں میں لیا گیا ہے

﴿للفقراء الذین احصرو فی سبیل الله لا یستطیون ضربا فی الا رض۔۔۔﴾

ان حاجتمندوں کے لئے جو احکام الٰہی کی راہ میں محصور کر لئے گئے وہ زمین میں مملکت الٰہی کی طرف جانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔۔۔ (۲:۲۷۳)

﴿۔۔۔و قالو ا لا خوانھم اذا ضربو فی الا رض۔۔۔۔۔۔﴾

یہ کہتے ہیں جو زمین (مقام) پر سفر میں گئے ہوں (۳:۱۵۶)

﴿و اذا ضربتم فی الا رض۔۔۔۔﴾

اور جب تم زمین پر سفر کرو۔۔۔۔ (۴:۱۰۱)

﴿۔۔۔ ان انتم ضربو فی الا رض۔۔﴾

اگر تم ملک (زمین) میں سفر کر رہے ہو۔۔۔ (۵:۱۰۶)

﴿و ء اخرون یضربون فی الا رض۔۔۔﴾

اور دوسرے لوگ زمین پر سفر کریں گے۔۔۔ (۷۳:۲۰)

اس آیت میں اللہ کی راہ میں سیر کے لئے استعمال ہوا ہے

﴿یا یھا الذین ء امنو اذا ضربتم فی سبیل الله۔۔۔۔۔۔﴾

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر پر نکلو۔۔۔۔۔ (۴:۹۴)

☆ مندرجہ ذیل آیات میں بیان کے معنوں میں استعمال ہوا ہے

﴿ان الله لا یستحی ۔ ان یضرب مثلا۔۔۔﴾

بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ کوئی بھی مثال بیان فرمائے (۲:۲۶)

﴿--كذلك يضرب الله الحق و البطل...﴾

اس طرح اللہ حق اور باطل کی مثالیں بیان کرتا ہے

﴿الم ترکيف ضرب الله﴾ ١٤:٢٤

﴿ربها و يضرب الله...﴾ ١٤:٢٥

﴿--بهم و ضربنا لكم الا مثال﴾ ١٤:٤٥

﴿فلا تضربو الله...﴾ ١٦:٧٤

﴿ضرب الله مثلا--﴾ ١٦:٧٥

﴿و ضرب الله مثلا قرية --﴾ ١٦:١١٢

﴿انظر كيف ضربو ا...﴾ ١٧:٤٨

﴿و اضرب لهم مثلا رجلين...﴾ اور آپ ان سے ان دو شخصوں کی مثال بیان کریں ١٨:٣٢

﴿واضرب لهم مثل الحيوة الدنيا...﴾ ١٨:٤٥)

﴿يا يها ا لناس ضرب مثل...﴾ ٢٢:٧٣

﴿-- من يشاء و يضرب الله الا مثل للناس--﴾ ٢٤:٣٥

﴿انظر كيف ضربو ا لك الا مثل﴾ ٢٥:٩

﴿و كلا ضربنا له الا مثل...﴾ ٢٥:٣٩

﴿و تلك الا مثل نضربها للناس...﴾ ٢٩:٤٣

﴿ضرب لكم مثلا من انفسكم...﴾ ٣٠:٢٨

﴿ولقد ضربنا للناس فى هذا القرء ان من كل مثل...﴾ ٣٠:٥٨

﴿ [illegible] ﴾ ٣٦:١٣

﴿و ضرب لنا مثل و نسی خلقه﴾ ٣٦:٧٨

﴿و لقد ضربنا للناس..﴾ ٣٩:٢٨

﴿ضرب الله مثلا رجلا فيه شركاء...﴾ ٣٩:٢٩

﴿و اذا بشر احد هم بما ضرب للرحمن مثلا ظل و جهه..﴾ ٤٣:١٧

﴿ولما ضرب ابن مريم مثلا..﴾ ٤٣:٥٧

﴿هو ما ضربوه لك...﴾ ٤٣:٥٨

﴿..كذلك يضرب الله للناس امثلهم﴾ ٤٧:٣

﴿..و تلك الا مثل نضربها للناس لعلهم يتفكرون﴾ ٥٩:٢١

﴿ضرب الله مثل للذين كفرو امرات نوح.....﴾ ٦٠:١٠

﴿ضرب الله مثل للذينء امنو امرات فرعون..﴾ ٦٠:١١

☆اب آیئے ان آیات کوملاحظہ کرتے ہیں جن میں ض ر ب کو مارنے کے معنوں میں لیا گیا ہے اورغور کرتے ہیں کہ اس کاری ضرب کوکب اورکس مقام کے لئے مخصوص کیا گیا ہے

﴿و لو تری اذ يتوفی الذين كفروا الملئكة يضربون و جوههم و ادبار هم ۔ و ذوقوا عذاب الحريق﴾ (٨:٥٠)

اوراگر تم دیکھو جس وقت فرشتے (نافذین احکامات) کافروں کوبھرپور بدلہ دیتے ہیں۔۔۔ان کی توجہات اوران کے پیروکاروں پرکاری ضرب لگاتے ہیں۔۔۔اورکہتے ہیں جلنے کے عذاب کامزہ چکھو۔

۔۔۔اس آیت میں جواھم نقطہ ہے وہ ہے۔

[illegible]

یہ اس وقت ہے جب کافر قیامت میں اپنے حساب کا انصاف حاصل کر چکے ہوں اور وہاں پر جس طرح کی بھی ہیت ہوگی خدا جانتا ہے کہ چہرے اور بدن کیسا ہوگا؟ اور اس وقت دیکھنا ممکن ہوگا؟ اور موت اس زندگی اور دوسری زندگی کے درمیان واسطہ ہے ۔اور اس کاری ضرب کو اس دنیا کے لوگ نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ یہاں ایک ناممکن بات کا ذکر کیا گیا کہ تم اگر دیکھ سکتے اس وقت کو،،،یعنی تم نہیں دیکھ سکتے،،،

☆ذیل میں درج آیت کا مطلب سیاق وسباق کے حوالے سے مارنا نہیں ہوسکتا مگر محدثین نے مارنا کیا ہے، یہ قانون قدرت ہے کہ انسان مرنے کے بعد کبھی زندہ نہیں ہوا کرتا ہے، البتہ وحی الہی کے مقابلے پر اگر روایات کا سہارا لیا جائے تو قوم مردہ ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ واپس وحی کی طرف لوٹ جائے تو وہ ہی قوم زندہ ہو جاتی ہے۔۔اس آیت میں اضربو کے معنی مارنا نہیں بلکہ بیان کرنا ہے جیسا کہ پہلے بھی یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے اور ۔۔ہ۔۔کا مرجع وہ کتاب ہے جس کو چھپایا جارہا تھا، ببعضھا میں ھا کا مرجع وہ نفس ہے جسے پس پشت ڈال دیا جاتا ہے

﴿واذ قتلتم نفسا فادرئتم فيها مخرج ما كنتم تكتمون ..فقلنا اضربوه ببعضها، كذلك يحى الله الموتى، و يريكم ايته لعلكم تعقلون﴾

اور جب تم نے ایک نفس کا قتل کیا، پھر تم اس کے بارے میں روایتوں اور کہانیوں میں پڑ گئے، لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے، وحی الہی اس کو ظاہر کرنے والی تھی تو ہم نے کہا! کہ ان احکامات کو نفس مضمون کے بعض حصوں کو بعض حصوں کے ذریعے بیان کرو۔اس طرح قدرت مردہ (قوم) کو زندہ کرتی ہے اور تم کو اپنے احکامات سمجھاتی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو

(۲۔۷۳:۲)

جاتا ہے کہ ایک قسم کی وجہ سے انھوں نے اپنی بیوی کو ضرب لگائی حالانکہ بات نہ تو کسی بیماری کی ہے بلکہ قوم کے دشمنوں کی بات ہورہی ہے وہی حالات جو سیدنا موسی کے زمانے میں تھے، جو نوح کے زمانے میں تھے اور جن حالات کا ابراھیم اور لوط علیہ السام کو سامنا کرنا پڑا تھا اور جیسے ہی حالات بدلے تو وہ لوگ جو ان سے دور چلے گئے تھے یا دور کردیئے گئے تھے وہ واپس پگئے، نہ صرف ان کے پرانے ساتھی واپس پیٔے بلکہ ان کے نظریے کے دوسرے لوگ بھی واپس پگئے

﴿و ایوب اذ نادی ربه انی مسنی الضر و انت ارحم الرحمین﴾﴿فا ستجبنا له ، فکشفنا ما به من ضرو اتینه اهله و مثلهم معهم رحمة من عند نا و ذکری للعبدین﴾ (۲۱:۸٤۔۳)

اور جب ایوب نے اپنے پالنہار کو پکارا کہ مجھے پریشانیوں نے گھیر لیا ہے۔۔۔اور تو رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔۔۔پس ہم نے اسے جواب دیا اور جو اسے تکلیف تھی اس کو دور کردیا اور نہ صرف اس کی اہلبیت والوں ہی کو نہیں بلکہ ان کے ان جیسے اور بھی، اپنی رحمت کے طور پر، یعنی یاددھانی فرمانبرداروں کے لیے۔۔۔

﴿اذ نادی ربه انی مسنی الشیطن بنصب و عذاب ﴾﴿ ارکض بر جلك هذا مغتسل بارد و اشرب﴾﴿ وو هبنا له اهلهو مثلهم رحمة منا و ذکری لا و لی الالباب﴾﴿ و خذ بیدك ضغث فا ضرب به و لا تحنتث۔ انا و جد نه صابر، نعم العبد۔ انه اواب﴾ (۳۸:٤٤۔۱)

اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا، کہ سرکش و نافرمانوں نے مجھے ذہنی تکلیف اور عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔

اس واضع دلائل کے بعد کوئی چیز مانع نہیں رہتی کہ اللہ نے کہیں بھی بیوی کو مارنے کا حکم دیا ہو یا اس کو لونڈی کی طرح رکھنے کی بات کی ہو۔تو سوال پیدا ہوتا پھر اسلام میں یہ سب باتیں کہاں سے شامل ہو گئی؟

اس کا بڑا اسادہ سا جواب ہے جب مسلمانوں نے قران سے منہ موڑ کر روایات جو کہ نومسلم مذہبی پیشوا اپنے ساتھ اپنے پرانے مذہب سے لائے تھے چھوڑنے کو تیار نہ تھے اور یوں بائبل اور مجوسیوں کی کتابوں کے قصے اور تحریف شدہ احکامات کو تفسیر کی شکل دی گئی اور ان پر بحث کر کے فقہ کا علم وجود میں لایا گیا اور جن علماء نے اس امر کی مخالفت کی ان کو مروا دیا گیا یا تاحیات قید میں رکھا گیا۔جب کہ اللہ نے قران میں ارشاد فرما دیا کہ

﴿وما ء اتينهم من كتب يدرسونها وما ارسلنا اليهم قبلك من نذير﴾

اور ہم نے ان (اہل مکہ) کو نہ آسمانی کتابیں عطا کی تھیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں اور نہ ہیں آپ سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرسنانے والا بھیجا تھا ۴۴:۳۸

اس آیت سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ نبی پاک ﷺ بائبل یا کسی بھی قسم کی آسمانی کتاب سے باخبر نہ تھے کہ ان کے احکامات کو صحابہ کے سامنے بیان کرتے اور یوں وہ روایت کے مقام پر آتی۔۔۔ اور وہ خود سے کسی ایسی بات کا حکم نہیں دے سکتے تھے جو ان کی طرف وحی نہ کی گئی ہو۔۔۔۔

اس لئے بیوی پر کم یا زیادہ تشدد کرنا کسی بھی طور قرانی یا قول رسول ﷺ نہیں ہوسکتا۔اور اگر کوئی احادیث یا فقہ میں ایسی بات موجود ہے تو وہ بلاشبہ بائبل سے لے کر اسلامی لٹریچر میں داخل کی گی ہے جس میں بیوی پر خاوند کی حکمرانی، مارنا اور لونڈی بنانا شامل ہے

[illegible]

آفسیون ۵:۲۲-۳۳

اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔

اے شوہروں! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا۔ تاکہ اس کو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دے کر اور صاف کر کے مقدس بنائے اور ایک ایسی جلال والی کلیسا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا جھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو۔ اس طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے کیونکہ کسی نے اپنے جسم سے دشمنی نہیں کی بلکہ اس کو پالتا ہے اور پرورش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کو۔ اس لئے کہ ھم اس کے بدن کے عضو ہیں۔ اسی سبب سے آدمی باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے۔۔ اور بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔

--بائبل کی کتاب گنتی باب ۳۰ کی آیت ۹

اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہتے ہوئے کوئی منت مانے یا قسم کھا کر اپنے اوپر کوئی پابندی عائد کرتی ہے اور اس کا خاوند سن کر اس سے کچھ نہ کہے اور اسے منع نہ کرے تو اس کی ساری منتیں اور اس کی اپنے اوپر عائد پابندیاں برقرار رہیں گی۔۔

لیکن اگر اس کا خاوند انہیں منسوخ کر دیتا ہے تو اس کے منہ سے نکلی ہوئی منت یا پابندی برقرار نہ رہے گی۔ اس کے خاوند نے انہیں منسوخ کیا ہے اور خداوند اسے بری کر دے گا،۔۔۔

۱۳ اس کا خاوند اس کی مانی ہوئی کسی بھی منت کو یا قسم کو [illegible]

ہوئی کسی پابندی کو قائم رکھ سکتا ہے یا منسوخ کر سکتا ہے

اسی طرح جنگ میں عورتوں کو لونڈیاں بنانا بھی غیر قرانی عمل ہے اور جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ بھی بائبل سے لی گئی ہیں

۳۱:۹۔۔۔اسرائیلیوں نے مدیانی عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا

۳۱:۱۷۔۔۔لہذا سب لڑکوں کو مار ڈالو اور ہر اس عورت کو بھی مار ڈالو جو کسی مرد کے ساتھ ہم بستر ہو چکی ہو۔۔لیکن ہر اس لڑکی کو اپنے لئے بچا رکھو جو کبھی کسی مرد کے ساتھ ہم بستر نہ ہوئی ہو

بوسیع ۱۳:۱٦

انجیل کے باب بوسیع میں تحریر ہے

سامریہ اپنے جرم کی سزا پائے گا کیونکہ اس نے اپنے خدا سے بغاوت کی ہے اور تلوار سے گر جائیں گے،ان کے بچے پارہ پارہ ہوں گے اور حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کئے جائیں گے۔۔۔

لونڈی کا نظریہ مکمل طور پر بائبل کا دیا ہوا ہے نہ تو قران نے اور نہ ہی نبی ﷺ نے کوئی ایسا حکم دیا ہے

بائئبل کی کتاب پیدائش ١٦:١۔٣

اور ابرام کی بیوی سارہ کے کوئی اولاد نہ ہوئی اس کی ایک مصری لونڈی تھی جس کا نام حاجرہ تھا اور ساری نے ابرام سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے تو اولاد سے محروم رکھا ہے سو تو میری لونڈی کے پاس جا شاید اس سے میرا گھر آباد ہو اور ابرام نے سارؔی کی بات مانی ۔اور ابرام کو ملک کنعان میں رہتے دس برس ہو گئے تھے جب اس کی بیوی ساری نے اپنی مصری لونڈی اسے دی کہ اس کی بیوی بنے۔۔۔۔

قران نے نہ تو حاجرہ کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی سارہ کا۔۔۔۔مگر بائبل کی اس کہانی کے اوپر ہمارے مذہبی پیشوا نے ایک پوری عمارت کھڑی کی ہے اور جس کی سنت پوری کرنے بیچارے مسلمان مکہ آتے ہیں۔

[illegible]

بائبل کی کتاب احبار ۲۱:۷

وہ کسی فاحشہ یا ناپاک عورت سے بیاہ نہ کریں اور نہ اس عورت سے بیاہ کریں جسے اس کے شوہر نے طلاق دی ہو، کیونکہ کاہن اپنے خدا کے لیے مقدس ہیں۔

قران نے عورت کے کنوارے پن کو کہیں بھی بیان نہیں کیا، مگر ہمارے مذہبی پیشوا نے آپ ﷺ سے منسوب ایسی ایسی احادیث تیار کی ہیں جن سے ثابت ہوتا کہ مرد کو صرف کنواری عورت سے ہی شادی کرنی چاہیے، یہ باتیں بھی بائبل کا حصہ ہیں

احبار ۲۱:۱۳۔۱۴

اور وہ کنواری عورت سے بیاہ کرے۔ جو بیوہ یا مطلقہ یا ناپاک عورت یا فاحشہ ہو ان سے وہ بیاہ نہ کرے بلکہ وہ اپنی ہی قوم کی کنواری کو بیاہ لے

اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ اپنی سنت / حکم تبدیل نہیں کرتا اور اس کی سنت جو ازل میں تھی وہ ہی آخری نبی تک رہی۔۔۔اور نبی اکرم ﷺ کوئی بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتے جو وحی نہ کی گی ہو

﴿و کذ لك او حینا الیك روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ....﴾ ۴۲:۵۲

سو اس طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح (قران) کی وحی فرمائی اور آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب (بائبل) کیا ہے۔

جب کہ آپ ﷺ کو منع فرما دیا گیا تھا کہ بائبل سے کوئی حکم یا بات نہیں کہنی۔۔

﴿یا یها الذین ء امنو ان تطیعو فریقا من الذین اوتو االکتب یردو کم بعد ایمنکم کفرین﴾ ۳:۱۰۰

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب (یہودی وعیسائی) میں سے کسی گروہ کا بھی کہنا مانو گے تو وہ تمہارے ایمان (لانے) کے بعد پھر تمھیں کفر کی طرف لوٹا دیں گے

نہ صرف یہ بلکہ آپ ﷺ کو کوئی ایسی بات جو وحی کی گئی ہو چھپانے سے بھی منع فرما دیا گیا تھا

﴿وما كان لنبي ان يغل و من يغلل يات بما غل يوم االقيمة ثم توفي كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون﴾ ٣:١٦١

اور کسی نبی کی نسبت یہ گمان ھی ممکن نہیں کہ وہ کچھ چھپائے گا اور جو کوئی (کسی کا حق) چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اسے وہ لانا پڑے گا جو اس نے چھپایا تھا، پھر ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اور قران کے بارے میں کہا گیا اگرچہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے مگر امت کے لئے یہ قول رسول ہے ۔

﴿انه لقول رسول كريم﴾ قران قول رسول ﷺ ہے ۸۱:۱۹

﴿انه لقول رسولٍ كريم﴾٦٩:٤٠

یعنی قول رسول میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی اس کے حکم میں افراد کی وجہ سے تبدیلی ہوتی ہے

﴿لا ريب فيه﴾ اس میں کوئی اختلاف نہیں

اور اگر خدانخواستہ آپ ﷺ کسی صحابی کی وجہ سے قول میں تبدیلی کرتے تو۔۔

﴿ولو تقول علينا بعض ال قاويل ☆ لا خذ نا منه باليمين﴾ ۶۹:۴۴۔۴۵

اور اگر وہ ہم پر کوئی (ایک) بات بھی گھڑ کر کہہ دیتے تو یقیناً ہم ان کو پوری قوت و قدرت کے ساتھ پکڑ لیتے

اب آیئے ان احادیث کی طرف جن کو کس طرح پیش کیا گیا ہے

ابوداؤد کتاب ا احدیث نمبر۔۹۔۸۔۲۱۳۷

معاویہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ھم میں سے کسی پر بیوی کے کیا حقوق ہیں؟ انہوں ﷺ نے جواب دیا! تم اس کو خوراک دو جب تم خود کھاؤ کپڑے دو جب تم پہنو، اس کے منہ پر مت مارو اس کو گالی مت دو اور گھر میں علیحدہ ہو جاؤ

اب آپ اگلی حدیث ملاحظہ کریں اور خود فیصلہ کریں کیا رسول یہ کہہ سکتے ہیں؟

ابوداؤد کتاب ۱۱ حدیث نمبر ۲۱۳۹

راوی۔ عبداللہ ابن ابودھب

الیاس ابن عبداللہ ابن ابودھب نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی لونڈیوں کو مت مارو،، مگر جب عمرؓ آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا! خواتین کے حوصلے ان کے شوہروں کی طرف سے بلند ہو گئے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو مارنے کی اجازت دے دی، پھر بہت سی عورتیں نبی پاک ﷺ کے گھرانے میں اکھٹی ہوگئی اور انہوں نے اپنے شوہروں کے متعلق شکایت کی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا جو عورتیں شکایت لے کر گئی ہیں، ان کے آدمی باقیوں سے اچھے نہیں ۔۔

جب کہ قران فرماتا ہے

﴿محمد رسول الله و الذين معه اشدء على الكفار رحماء بينهم----﴾

تعریف (محمد) کئے گئے اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی معیت اور سنگت میں کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں ۔۔ (۴۸:۲۹)

اس کے برعکس ایک اور حدیث دیکھیں

ابن ترمزی (۳۸۹۵) اور ابن ماجہ (۱۹۷۷)

اور اس حدیث کو امام غزالی نے اپنی کتاب الحیاء علوم ۔اد۔دین میں بھی نقل کیا ہے

(ﷺ) اپنی بیویوں کے معاملے میں آپ سب سے بہتر ہوں

اس کے باوجود ملا اس گھڑی ہوئی حدیث جو خود رسول ﷺ کے قول کے خلاف ہے کو بنیاد بنا کر عورتوں پر تشدد کا قانون لانا چاہتے ہیں

ابو داؤد کتاب ١١ نمبر ٢١٤٢

اس حدیث کو بیان کرنے سے پہلے بتادوں کہ البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے

.راوی۔ عمر ابن خطاب

اللہ کے رسول نے فرمایا! کسی آدمی سے اپنی بیوی کو مارنے پر کوئی پرسش نہیں ہوگی

ہمارے مذہبی پیشوا نے اور بھی احادیث کو اس سلسلہ میں بنیاد بنایا ہے مگر مجھے یقین ہے سب کی سب گھڑی ہوئی ہیں اس لئے میں ان کو یہاں ضبط تحریر میں نہیں لا رہا،،موضوع کو سمجھنے کے لئے یہی کافی ہیں کہ کتنا تضاد پیدا کیا گیا ہے۔۔۔ اور ہر صاحب امن وسلامتی کے پیروکار کو یہ یقین ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ سے کوئی بھی ایسی بات ماخوذ نہیں ہوسکتی جس کو قران تفصیل سے بیان نہ کردے۔ جب کہ فقہ حنفی اور دوسرے مکاتب نے مندرجہ ذیل نقاط تیار کیے ہیں جن کی بنا پر بیوی کو مارا جا سکتا۔

ا۔اگر وہ اپنے خاوند کے سامنے میک اپ کر کے تیار نہیں ہوتی

٢۔اگر وہ ہم بستری سے انکار کرتی ہے۔

٣۔اگر وہ گھر بغیر خاوند یا مناسب وجہ کی عدم موجودگی میں گھر سے باہر جائے۔

٤۔اگر وہ فرض عبادتوں سے دانستگی طور پر غافل ہوتی ہے یا ہم بستری کے بعد غسل جنابت سے پرہیز کرتی ہے۔